Volume 04, Issue 02,
April-June 2026
PP: 01-12
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X
https://doi.org/10.63283/IRJ.04.02/03

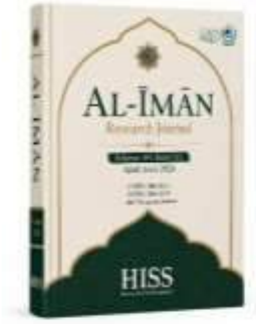

Article QR

بچوں کی نفسیاتی نشوونما کے اصولِ نبوی ﷺ: عصرِ حاضر کے تناظر میں ایک علمی جائزہ

Prophetic Principles for Child Psychology : A Scholarly Review in the Contemporary Context

Amrin Naz [1]

Article History

Received
25-05-2026

Accepted
20-06-2026

Published
22-06-2026

Abstract & Indexing

Abstract

A child's psychological well-being constitutes the foundation of a healthy and prosperous society. In an age characterized by digital anxiety, social fragmentation, and increasing psychological challenges, the Prophetic model of child upbringing offers a comprehensive and timeless framework for nurturing balanced personalities. This study, titled "Prophetic Principles for Child Psychology: A Scholarly Review in the Contemporary Context," examines ten fundamental principles derived from the Sīrah of the Prophet Muḥammad ﷺ and evaluates their relevance to contemporary psychological and educational concerns. It further highlights the role of positive reinforcement, encouragement, and the cultivation of curiosity in promoting intellectual and emotional development. Through an analytical examination of Prophetic practices, the study demonstrates the significance of justice and equality among children, compassionate communication, and gentle correction of mistakes in fostering psychological stability and resilience. Additionally, the paper discusses the importance of positive social interaction, delegation of responsibility, and the development of decision-making abilities in cultivating autonomy, confidence, and leadership qualities in children. These principles are analyzed in light of contemporary psychological theories and child-development research, revealing their enduring relevance and practical applicability. The study concludes that the integration of these Prophetic principles into modern parenting and educational practices can effectively address many contemporary psychological challenges. By combining spiritual guidance with sound developmental practices, the Prophetic model provides a holistic framework for raising children who are emotionally secure, intellectually capable, morally grounded, and socially responsible.

Keywords:

Child Psychology, Prophetic Education, Sīrah, Parenting in Islam, Emotional Development, Self-Esteem, Positive Reinforcement, Child Upbringing, Islamic Pedagogy, Psychological Well-Being.

[1] *Alumna, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan. amrinnaz6@gmail.com*

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف(Introduction)

انسانی شخصیت کی متوازن تعمیر اور بچوں کی نفسیاتی نشوونما کے لیے ایک ایسے ہمہ گیر اور عملی نمونے کی ضرورت مسلّمہ ہے جو ہر عہد کے تغیر پذیر تقاضوں کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید میں مثالی نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:لَقَد كَانَ لَكُم فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرجُوااللّٰهَ وَ اليَومَ الاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا[1] ترجمہ:"بے شک تمہارے لیے رسول(کی زندگی میں)میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد رکھتا ہے"اس عمومی اسوۂ حسنہ میں بچوں کی نفسیاتی نشوونما کے لیے خصوصی رہنمائی موجود ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ[2]ترجمہ:"اپنی اولاد کی عزت نفس کا خیال رکھو اور انہیں اچھے آداب(واخلاق)سکھاؤ"دور جدید کے ڈیجیٹل تناظر میں، جہاں مادی وسائل کی فراوانی کے باوجود بچوں کی ذہنی اور جذباتی آبیاری ایک چیلنج بن چکی ہے۔ سیرت طیبہ کے تربیتی اصول ایک پائیدار اور مثالی حل پیش کرتے ہیں۔ یہ تحقیق اس امر کا جائزہ لیتی ہے کہ اسوہ حسنہ کے عملی اطلاق سے کس طرح بچوں کو ذمہ دار اور نفسیاتی طور پر مستحکم بنایا جا سکتا ہے۔

مسئلہ تحقیق(Problem Statement)

جدید مادی طرزِ زندگی، ڈیجیٹل میڈیا کا بے جا استعمال اور والدین کی مصروفیات نے بچوں میں جذباتی عدم استحکام جیسے مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ دورِ جدید کے ماہرینِ نفسیات ان چیلنجز کے حل کے لیے مختلف نظریات تو پیش کرتے ہیں، لیکن اکثر ان میں روحانی اور اخلاقی پہلو تشنہ رہ جاتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم سیرتِ نبوی ﷺ کے آفاقی اصولوں کو ایک مکمل "نفسیاتی نظامِ تربیت" کے طور پر پیش کر سکتے ہیں جو نہ صرف بچوں کے رویوں کی اصلاح کرے بلکہ ان کی ذہنی صحت اور شخصیت کی متوازن تعمیرِ نو بھی کر سکے۔ یہ تحقیق اسی خلا کو پُر کرنے کی ایک علمی کوشش ہے تاکہ نبوی ﷺ اسلوبِ تربیت کی روشنی میں دورِ حاضر کے نفسیاتی بحرانوں کا پائیدار حل تلاش کیا جا سکے۔

سوالات تحقیق(Research Questions)

1- سیرت نبوی کی روشنی میں بچوں کی نفسیاتی نشوونما کے بنیادی اصول کیا ہیں؟

2- نبی کریم ﷺ کا اسلوبِ تربیت بچوں میں جذباتی ذہانت اور خود اعتمادی پیدا کرنے میں کیا کردار ادا کرتا ہے؟

3- کیا جدید نفسیاتی تحقیقات اور نبوی تربیتی حکمت عملی میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے؟

طریقہ تحقیق (Research Methodology)

اس آرٹیکل میں بیانیہ اور تجزیاتی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد سیرتِ طیبہ کے ان پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے جو براہِ راست بچوں کی نفسیاتی صحت، خود اعتمادی اور کردار سازی سے وابستہ ہیں۔

انسانی شخصیت کی تعمیر میں بچپن کی اہمیت:

انسان کی زندگی میں بچپن کا دور وہ بنیاد ہے جس پر اس کے مستقبل کی شخصیت، اخلاق، اور نفسیات کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کا مستقبل بچوں کی صحت اور بہبود کو فروغ دینے پر منحصر ہے، جو مستقبل کے شہری اور کارکن بنیں گے۔ بچوں میں سرمایہ کاری ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے جو پیداواری اور ذمہ دار شہریت کے لیے ضروری ہے، جو مستقبل کی خوشحالی اور سلامتی کو متاثر کرتی ہے۔ بچے کی نشوونما معاشرتی اور اقتصادی ترقی کی بنیاد ہے، قابل بچے خوشحال اور مستحکم معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں۔ انسانی شخصیت کی عمارت جس بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے، وہ بچپن کے ابتدائی سال ہیں۔ جدید نفسیات اور اعصابی سائنس (Neuroscience) یہ ثابت کر چکی ہے کہ بچے کے دماغ کی ساخت اور اس کے مستقبل کے رویوں کا دارومدار ان تجربات پر ہے جو اسے ابتدائی عمر میں میسر آتے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کی بنیادی

رپورٹ The Science of Early Childhood Development کے مطابق، بچپن کے ابتدائی تجربات ہی یہ طے کرتے ہیں کہ بچے کے دماغ کی ساخت مستقبل کی صلاحیت اور صحت کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرے گی یا کمزور۔ یہی سائنسی حقیقت ہے جسے چودہ سو سال پہلے نبی کریم ﷺ نے بچوں کے ساتھ نرمی اور ان کی عزتِ نفس کی اہمیت بیان کر کے عملی طور پر واضح فرما دیا تھا۔[3]

فطرتِ سلیمہ کی آبیاری: بچپن کی نشوونما میں خاندان کا کردار

اسلام بچے کو ایک پاکیزہ فطرت پر پیدا ہونے والی ہستی قرار دیتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے "ہر بچے کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے بعد میں اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں[4] یہ نبوی ضابطہ واضح کرتا ہے کہ بچپن کے ابتدائی برسوں میں خاندان ہی وہ بنیادی اکائی ہے جو بچے کے فطری اقدار کو جلا بخشتی ہے یا انہیں تبدیل کر دیتی ہے۔ عصری سائنسی تناظر میں اقوام متحدہ کے ادارے برائے اطفال UNICEF کی تحقیقات بھی اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ ابتدائی بچپن کے تجربات، خاندانی دیکھ بھال ہی انسانی شخصیت کے ڈھانچے کی بنیاد رکھتے ہیں۔[5]

بچوں کی نفسیاتی نشوونما میں والدین کا باہمی تعاون اور گھریلو ماحول کو خوشگوار بنانا:

بچوں کی متوازن نفسیاتی نشوونما میں والدین کا باہمی تعاون اور گھریلو ماحول ایک کلیدی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ بچہ اپنی شخصیت کے ابتدائی نقوش اور جذباتی استحکام اپنے گھر کے سماجی ڈھانچے سے ہی اخذ کرتا ہے۔ سیرت طیبہ ہمیں یہ سکھاتی ہے والدین کی ذمہ داری بچے کو صرف کھانا کھلانا اور اچھا لباس پہنانا ہی نہیں بلکہ ایک محفوظ ذہنی ماحول فراہم کرنا ہے جہاں وہ بغیر کسی خوف اور دباؤ کے اپنی صلاحیتوں کو نکھار سکیں۔ ارشاد نبوی ہے: "مرد اپنے گھر کے معاملات کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی افسر ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔"[6] والدین کو چاہیے کہ آپس میں ہم آہنگی پیدا کریں اور گھر کو محبت و ذکر الٰہی کا گہوارہ بنائیں تا کہ بچہ ذہنی طور پر توانا اور نفسیاتی طور پر مستحکم ہو۔ والدین کا سب سے بڑا تعاون یہ ہے کہ دونوں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں خوش اسلوبی سے سرانجام دیں تا کہ وہ بچے کے سامنے خود کو ایک عملی نمونہ کے طور پر پیش کریں کیوں کہ بچہ نصیحت سے زیادہ عمل سے سیکھتا ہے۔"[7] نیشنل اکیڈمیز آف سائنسز کی عالمی رپورٹ کے مطابق جو والدین بچے کی نشوونما کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے ہیں، وہ اپنے بچے کے ساتھ معیاری تعامل کرنے اور اس کے صحت مند نشوونما میں مدد کرنے کے طریقے اپنانے کے زیادہ امکانات رکھتے ہیں۔[8] دلچسپ بات یہ ہے کہ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صدیوں پہلے ان نفسیاتی اصولوں کو اپنا کر ایک مثالی نسل تیار کی۔

بچوں کی نفسیاتی نشوونما کے اصول نبوی ﷺ

عزت نفس اور تکریم طفل (Child's self- esteem and dignity) بچے کی نفسیاتی نشوونما میں عزت اور احترام کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ اگر بچپن میں اسے عزت نہ ملے تو اس کی انا اور عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں اسے بڑے ہو کر مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ سیرت طیبہ کا عمیق مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں کی نفسیاتی بالیدگی کے لیے ان کی عزت نفس کو اہمیت دی۔ آپ ﷺ بچوں کو نا سمجھ وجود نہیں بلکہ ایک مستقل شخصیت تسلیم کرتے تھے۔ بچوں کی تکریم ذات کا ایک بے مثال نمونہ اس وقت سامنے آتا ہے جب آپ ﷺ نے ایک بچے کے حق کو بڑوں کی وجاہت پر مقدم رکھا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پینے کی کوئی چیز (ممکنہ طور پر دودھ یا پانی) پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ اس وقت آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک بچہ بیٹھا تھا اور بائیں جانب بڑی عمر کے معزز صحابہ تشریف فرما تھے۔ عرب معاشرت اور اسلامی آداب کے مطابق دائیں طرف والے کا حق پہلے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس بچے کی دل شکنی کی بجائے اس کی اہمیت کو تسلیم کیا اور اس سے

اجازت طلب کرتے ہوئے فرمایا: "أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟" (ترجمہ: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں پہلے ان بڑوں کو دے دوں؟) اس بچے نے اپنی والہانہ محبت اور برکت کی تڑپ میں عرض کیا: "نہیں، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ، میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے (برکت) پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔" رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کی بات کا برا نہیں مانا، بلکہ اس کے استحقاق کا احترام کرتے ہوئے وہ پیالہ اسی کے ہاتھ میں دیا۔[9] اس حدیث سے یہ نفسیاتی نکتہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہ جب بڑوں سے عزت پاتا ہے تو اس کے اندر یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ وہ اہم فرد ہے۔ ماہر نفسیات جیسپر جوول (Jesper Juul) اپنی کتاب 'Your Competent Child' میں اسی بات کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بچے کی شخصیت کی مضبوطی اس بات میں پنہاں ہے کہ اسے ایک 'اہل' (Competent) انسان تسلیم کر کے اسے عزت و احترام دیا جائے۔ اگر بچوں میں بچے کی سالمیت (Integrity) کا احترام نہ کیا جائے تو وہ عمر بھر احساسِ کمتری کا شکار رہتا ہے۔[10]

نبوی اسوہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ بچے کو عزت دینے سے اس میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں بچوں کی ذہنی صحت کے لیے ضروری ہے کہ انہیں دبایا نہ جائے بلکہ ان کی رائے کا احترام کیا جائے تاکہ وہ مستقبل میں بہتر فیصلہ کرنے کے قابل بن سکیں۔

احساس تحفظ اور محبت (Sense of Security and Love)

بچوں کی نفسیاتی نشوونما کے لیے سب سے اہم عنصر یہ ہے کہ بچے کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ وہ اپنوں کے درمیان محفوظ اور محبوب ہے۔ جب والدین بچے سے محبت سے پیش آتے ہیں تو اس کی شخصیت میں خود اعتمادی آتی ہے اور وہ نفسیاتی پیچیدگیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مطالعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے بچوں کو والہانہ محبت اور لمس کے ذریعے احساس تحفظ عطاء کیا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے پیارے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوم رہے تھے کہ وہاں موجود اقرع بن حابس نے حیرت سے کہا: "میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کبھی ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔" آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر ایک ابدی حقیقت بیان فرمائی کہ "جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا"[11] یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ بچوں کے ساتھ پیار و محبت کا اظہار نہ صرف ان کی جذباتی نشوونما کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ اللہ کی رحمت پانے کا ذریعہ بھی ہے۔ لیتھم نے اپنی کتاب "The Power Of Positive Parenting" میں اس بات کی تائید کی ہے کہ والدین کا بچوں کو پیار سے چھونا، ان کے ساتھ ہنسنا اور نرمی سے بات کرنا ان کے لیے محبت کا عملی اظہار ہے جو انہیں تحفظ کا احساس دیتا ہے۔[12] عصر حاضر میں جو والدین اپنی مصروفیات کی وجہ سے بچوں کو توجہ اور محبت نہیں دے پاتے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچوں میں بغاوت اور انحراف پیدا ہوتا ہے۔[13] اس لیے والدین کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بچوں کو مادی ضروریات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ توجہ اور محبت بھی دیں، کیوں کہ محبت کی وجہ سے والدین بچوں کے قریب ہوتے ہیں اور بچوں کے دل میں بھی والدین کے لیے محبت پروان چڑھتی ہے۔ اس قربت اور محبت کے نتیجے میں بچوں کی اصلاح کرنا اور ان کو نصیحت کرنا آسان ہو جاتا ہے اور بچے خوشدلی سے والدین کی بات مانتے ہیں۔

بچوں کی حوصلہ افزائی (Child Encouragement)

بچوں کی شخصیت کو مثبت اور پر اعتماد بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ رسول ﷺ بچوں کی معمولی کاوشوں پر بھی ان کی اس انداز میں ستائش فرماتے تھے کہ ان کی مخفی صلاحیتیں بیدار ہو جائیں۔ ایک رات رسول ﷺ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کے وضو کے لیے پانی پہلے سے تیار رکھا ہے۔ آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ یہ کس نے رکھا ہے؟ جب بتایا گیا کہ یہ حضرت ابن عباس (جو کہ اس وقت بچے تھے) نے رکھا ہے، تو آپ ﷺ نے ان کی اس سمجھداری اور خدمت پر نہ صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ تاریخی تعریفی کلمات اور دعا فرمائی: "اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ" ترجمہ: "اے اللہ! اسے دین کی گہری سمجھ عطاء فرما"[14] اس ایک جملے کی

حوصلہ افزائی نے حضرت ابن عباسؓ کے اندر علمی تڑپ پیدا کی اور وہ "ترجمان القرآن" کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے- روڈلف ڈریکر نے اپنی کتاب "The Challenge of Parenthood" میں لکھا ہے کہ بچوں کو حوصلہ افزائی کی ضرورت بالکل ویسے ہے جیسے پودوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے- اس لیے والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی حوصلہ افزائی کریں-[15] والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچہ اگر کوئی اچھا کام کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کریں اور اگر کوئی کام نامکمل رہ گیا ہے تو اسے برا بھلا نہ بولیں بلکہ نرمی سے سمجھائیں- جو والدین بچے پر مسلسل تنقید کرتے رہتے ہیں ان کی خود توقیری مجروح ہوتی ہے-[16] بعض اوقات بچہ کوشش کے باوجود بھی کامیاب نہیں ہو پاتا، تب بچے کو کامیابی کے حصول کے لیے دوبارہ کوشش کرنے پر آمادہ کرنا چاہیے تاکہ وہ زندگی کے مشکل حالات کا سامنا کر سکے-[17]

نبوی اسوہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کی حوصلہ افزائی محض ان کی تعریف کرنا نہیں بلکہ ان کی شخصیت کی تعمیر کا ایک طاقتور ذریعہ ہے۔ جب والدین اور اساتذہ بچے کی چھوٹی چھوٹی کوششوں کو سراہتے ہیں، تو اس کے دماغ میں 'کامیابی کا احساس' پیدا ہوتا ہے جو اسے مشکل کاموں کے لیے تیار کرتا ہے۔ یہی وہ عمل ہے جو بچے کے اندر سے ناکامی کا خوف ختم کر کے اسے نئی چیزیں سیکھنے اور تجربات کرنے پر آمادہ کرتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ ایک مستقل مزاج اور پر اعتماد انسان بنتا ہے-

بچوں کا تجسس اور سوالات (Children's Curiosity and Inquiry)

بچوں کا تجسس درحقیقت کائنات کی وسعتوں کو سمجھنے کی پہلی سیڑھی ہے- سیرت طیبہ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بچوں کے تجسس کو بیدار کرنے کی کوشش فرمائی- بچوں کے تجسس اور ذہنی نشوونما کے لیے سیرت نبوی ﷺ سے بہترین مثال وہ واقعہ ہے جب آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ (بشمول بچوں کے) سے ایک معمے کی صورت میں سوال پوچھا کہ: "درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور اس کی مثال مسلمان جیسی ہے، بتاؤ وہ کیا ہے؟" اس محفل میں کم عمر صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دل میں آیا کہ بتا دوں لیکن (وہاں بہت سے بزرگ صحابی موجود تھے اس لیے)، مجھے شرم آئی جب آخر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی بیان فرما دیجیے- آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے-[18] یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے تجسس کو جلا بخشنے (یا تحریک دینے) کے لیے "سوالاتی طریقہ تدریس" (Inquiry-based Learning) کا استعمال فرماتے تھے تاکہ ان کی فکری صلاحیتیں بیدار ہوں۔ جوناتھن اپنی کتاب "The Curiosity Cycle" میں بتاتے ہیں کہ بچوں میں تجسس فطری طور پر موجود ہوتا ہے اور اس پیدائشی رجحان کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے تاکہ بچہ اور زیادہ متجسس ہو- بچے میں یہ تجسس جگائیں کہ وہ دنیا کے مسائل کو سمجھے اور حل کرنے کے لیے اہداف بنائے- تجسس بیدار کرنے کے لیے بچے سے گہرے سوالات پوچھیں کیوں کہ گہرے سوالات سے بچے میں گہری سمجھ پیدا ہوتی ہے-[19]

بچے کا تجسس الٰہی تحفہ ہے- بچے کا سوال کرنا ذہنی بیداری کی علامت ہے- نفسیاتی لحاظ سے بچہ جب سوال کرتا ہے تو وہ اپنے ادراک میں اضافہ کر رہا ہوتا ہے- اس لیے والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کے سوال کو دبانے کی بجائے اسے صحیح سمت دیں- اگر بچے کے تجسس کو محبت اور علمی راہنمائی دی جائے تو وہ نہ صرف ذہین بلکہ ایک متوازن اور پر اعتماد شخصیت کے طور پر پروان چڑھتا ہے-

عدل و مساوات (Justice and Equality)

رسول ﷺ نے بچوں کے درمیان عدل اور برابر کے سلوک کو ان کی ذہنی صحت کے لیے لازمی قرار دیا- سیرت طیبہ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بچوں کے درمیان عدل و مساوات کو اہمیت دی تاکہ ان کی شخصیت میں محرومی اور حسد پیدا نہ ہو- ایک بچے کو تحفہ دیا جائے اور دوسرے کو محروم رکھا جائے تو اس سے بچوں میں حسد اور انتقامی جذبہ پیدا ہوتا ہے- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں ایک عطیہ دیا، جس پر ان کی والدہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کیا کہ اس پر اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بنایا

جائے۔ جب حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گواہی کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی طرح کا عطیہ دیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں۔" اس پر آپ ﷺ نے گواہ بننے سے انکار کر دیا اور تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے: "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، میں کسی ظلم (ناانصافی) پر گواہ نہیں بنوں گا۔" یہ سن کر حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے وہ عطیہ واپس لے لیا۔[20]

سو گریفن اپنی کتاب Inclusion, Equality and Diversity in working with children میں لکھتی ہیں کہ مساوات بچوں کا حق ہے۔ بچوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا انہیں نقصان پہنچاتا ہے۔ کیوں کہ انہیں وہ فوائد نہیں ملتے جو دوسروں کو ملتے ہیں۔ اس لیے انہیں اپنی صلاحیت کو پورا کرنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ اپنی زندگی میں ترقی نہیں کر پاتے۔ امتیازی سلوک بچوں کی self esteem پر تباہ کن اثرات ڈالتا ہے جو ان کی مستقبل کی نشو و نما کو دھندلا کر دیتا ہے۔[21]

والدین اور اساتذہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے درمیان پسند و ناپسند یا 'فیورٹ ازم' کا خاتمہ کریں۔ کیوں کہ اس سے بچوں کے ذہنوں پر گہرے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ صرف مادی اشیاء کی تقسیم ہی نہیں بلکہ وقت، توجہ اور تعلیمی مواقع فراہم کرنے میں بھی عدل و مساوات کو مد نظر رکھیں۔ کسی ایک بچے کو ترجیح دینا اور دوسرے کو نظر انداز کرنا بچوں میں احساس کمتری اور باہمی نفرت پیدا کر سکتا ہے۔ بچوں کے درمیان عدل و مساوات کا قیام مضبوط معاشرے کی بنیاد ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین گھر میں عدل و مساوات کو یقینی بنائیں تاکہ ہر بچہ محسوس کرے کہ اسے والدین کی طرف سے وہی اہمیت اور عزت مل رہی ہے جو دوسرے بہن بھائیوں کو حاصل ہے۔

غلطیوں کی اصلاح کا مثبت انداز (Positive Approach To Error Correction)

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ بچے کو اس کی غلطی پر شرمندہ کرنے کی بجائے بہت حکیمانہ انداز میں اسے صحیح راستے کی طرف راغب کرتے تھے۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں بچہ تھا اور رسول ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا 'بیٹے بسم اللہ پڑھ لیا کرو' داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔[22] نبی کریم ﷺ بچوں کی غلطیوں کو ان کی کم عمری اور ناتجربہ کاری پر محمول فرماتے تھے اور تنقید کی بجائے محبت سے صحیح طریقہ سکھاتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ کی دس سالہ خدمت اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول ﷺ کی خدمت کی۔ آپ ﷺ نے (ان دس سالوں میں) کبھی مجھے اف تک نہ کہا اور نہ میرے کسی کام پر یہ فرمایا کہ تم نے کیوں کیا؟ اور نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہ کیا؟[23] نبی کریم ﷺ کا یہ اسلوب کہ ایک بار بھی اف نہ کیا در اصل بچے کے لاشعور کو یہ پیغام دیتا ہے کہ تم سے غلطی ہو سکتی ہے لیکن تم پھر بھی قابل قبول ہو۔

فوسٹر کلائن اور جم فے نے اپنی کتاب "Parenting with Love and Logic" میں لکھا ہے کہ بچے جب اپنی زندگی میں کچھ بگاڑ دیتے ہیں مثلاً کتابیں گم کر دیتے ہیں یا گھر میں فیل ہونے والے نمبر لاتے ہیں تو والدین بے حد غصہ ہو جاتے ہیں جس سے مسئلہ مزید خراب ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے بچے غلطیوں سے سیکھنے کی بجائے بدلے میں غصے میں آجاتے ہیں۔ زیادہ تر بچے یہ چاہتے ہیں کہ ان کے جذبات کو سمجھا جائے۔[24] ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر رقمطراز ہیں کہ بچوں کی روزمرہ کی غلطیوں پر خفا ہونے کی بجائے ان خطاؤں کی تہہ تک پہنچ کر بنیادی اسباب ڈھونڈ کر ان کی روک تھام کے لیے مناسب حل سوچنے چاہیے۔ ذرا ذرا سی بات پر بچوں کو سزائیں دینا اچھا ثابت نہیں ہوتا۔ اس سے بچے غلطی کی نوعیت کو سمجھنے اور آئندہ احتیاط کا میلان کھو دیتے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس بدنی سزائیں سہتے سہتے غصیلے اور ضدی ہو جاتے ہیں۔[25]

آج کے دور میں بعض والدین بچوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں (جیسے برش ٹوٹنا، ہوم ورک نہ کرنا) پر شدید ردعمل دیتے ہیں جو بچوں میں ذہنی دباؤ کا باعث بنتا ہے- بچوں کی نفسیاتی صحت کا حل یہ ہے کہ والدین ان کی غلطی پر غصہ کرنے کی بجائے انہیں محفوظ ماحول دیں اور پیار سے صحیح راستہ دکھائیں تاکہ ان کی شخصیت میں منفی کی بجائے مثبت تبدیلی آئے-

مثبت سماجی رفاقت(Positive Social Interaction)

بچہ اپنے ارد گرد کے لوگوں کو دیکھ کر سیکھتا ہے- نیک اور سلجھے ہوئے لوگوں کی صحبت بچے کے لاشعور میں مثبت قدریں(Value) پیدا کرتی ہے- اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لیے صحبت صالح کو بنیادی اصول کے طور پر بیان کیا ہے- ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[26] رسول ﷺ نے انسانی کردار کی تعمیر میں صحبت صالح (اچھی رفاقت) کو بڑی خوبصورت مثال کے ذریعے واضح فرمایا- "حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفے کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبو دار دھواں پہنچے گا"[27]

ماہرین نفسیات جوڈتھ رچ ہیرس اپنی مشہور کتاب "The Nurture Assumption" میں لکھتی ہیں کہ "بچے اپنے گروپ کے رویے، بول چال، لباس و آرائش کے انداز اپنا لیتے ہیں اور اکثر یہ خوشی خوشی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ہم عمروں جیسا بننا چاہتے ہیں۔"[28] یہ بات رسول اللہ ﷺ کی حدیث "الرجل علی دین خلیله"[29] کی جدید سائنسی تصدیق ہے کہ انسان اپنے قریبی دوستوں یعنی اپنے نفسیاتی گروپ کے دین اور طور طریقوں پر ہوتا ہے۔

اگر آج کے معاشرے پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صحبتِ صالحہ کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ آج کا بچہ صرف اپنے ہم عمروں سے نہیں بلکہ انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا کے لوگوں سے اثر لے رہا ہے۔ لہٰذا، والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی 'ڈیجیٹل صحبت' پر بھی اسی طرح نظر رکھیں جیسے وہ ان کے دوستوں پر رکھتے ہیں۔

تفویض ذمہ داری(Assigning Responsibility)

نبی کریم ﷺ بچوں کو ان کی ذہنی سطح اور عمر کے مطابق ذمہ داری سونپتے تھے- یہ عمل بچے کے لاشعور میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ ایک بااختیار اور قابل بھروسہ شخصیت ہے- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

> "میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے ایک خاص کام کی ذمہ داری دے کر بھیجا۔ اس کام کی وجہ سے مجھے گھر لوٹنے میں دیر ہو گئی۔ جب میں اپنی والدہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: 'تمہیں دیر کیوں ہوئی؟' میں نے کہا: 'مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک اہم ذمہ داری (کام) دے کر بھیجا تھا۔' انہوں نے پوچھا: 'وہ کیا کام تھا؟' میں نے جواب دیا: 'وہ ایک راز ہے'۔ میری والدہ (حضرت ام سلیمؓ) نے فرمایا: 'تو پھر رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا-[30]

سیرت کے اس واقعہ پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کھیلتے ہوئے بچے کو راز کا امین بنا کر اسے کام کے لائق سمجھ کر اس میں خود اعتمادی پیدا کر دی یہی وجہ تھی کہ حضرت انس بن مالکؓ اپنی والدہ کو بھی راز بتانے پر تیار نہ ہوئے-

فوسٹر کلائن اور جم فے اپنی کتاب "Parenting with Love and Logic" میں بیان کرتے ہیں کہ جو بچے ذمہ داری کے احساس کے ساتھ پروان چڑھتے ہیں ان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، جو کہ عملی زندگی میں کامیابی کے لیے بنیادی شرط ہے۔ جیسے جیسے بچوں میں عزتِ نفس اور خود اعتمادی بڑھتی ہے، وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنی زندگی کے چیلنجز کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکیں۔[31]

بچوں کو ذمہ دار بنانا انہیں مستقبل کی عملی زندگی کے لیے تیار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بعض والدین بچوں کو لاڈ پیار کے نام پر ذمہ داری سے دور رکھ کر ان کی نفسیاتی نشو ونما کو اپاہج کر دیتے ہیں۔ ایسا طرزِ عمل بچوں کو زندگی کے نشیب و فراز سے نبرد آزما ہونے کے قابل نہیں چھوڑتا، جس کے نتیجے میں وہ عملی میدان میں معمولی مشکلات کا سامنا کرتے ہی ذہنی دباؤ اور تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا، والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے لیے محض آسانیاں پیدا کرنے کے بجائے، انہیں اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے اور مشکلات کا سامنا کرنے کا عادی بنائیں، تاکہ وہ ایک مضبوط اور بااعتماد شخصیت کے طور پر ابھر سکیں۔

بچوں میں فیصلہ سازی کی مہارت (Fostering Decision-Making)

بچوں میں فیصلہ سازی کی مہارت پیدا کرنے کے لیے ان کی صلاحیتوں پر اعتماد کرنا بنیادی شرط ہے، جس کی بہترین مثال نبی کریم ﷺ کی جانب سے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو کم عمری میں لشکر کا سپہ سالار مقرر کرنا ہے۔[32] یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ جب کسی بچے کو بچپن ہی سے اہم معاملات میں شامل کیا جائے اور اس کی رائے کو وزن دیا جائے، تو اس میں وہ ذہنی پختگی اور "قائدانہ بصیرت" پیدا ہو جاتی ہے جو عمر کے تقاضوں سے کہیں بلند ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہؓ کو یہ عظیم ذمہ داری سونپ کر درحقیقت ان کے فیصلہ سازی کے عضلات (Decision-making muscles) کو وہ تقویت دی جو صرف عملی تجربے سے ہی ممکن تھی۔

مصنفین John F. Clubby اور Maurice J. Elias نے اپنی کتاب Teach Your Children Decision Making میں بیان کیا ہے کہ فیصلہ سازی ایک ایسا طریقہ ہے جس سے والدین اپنے بچوں کو حقیقی زندگی کے مسائل سے نمٹنے کے لیے تیار کر سکتے ہیں۔ والدین اپنے بچے کے پہلے اور سب سے اہم استاد ہیں، اس لیے بہترین طریقے سے اپنے بچے کو فیصلہ لینا سکھا کر اسے خوش اور پر اعتماد بنا سکتے ہیں۔ والدین اپنے بچے کو یہ بھی سکھا سکتے ہیں کہ وہ مشکل حالات کو آسانی سے سنبھال سکے۔ گزشتہ دس سال کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ جو لوگ اچھے فیصلے کرنا جانتے ہیں، ان کے غلط کاموں میں پڑنے، نشہ کرنے یا ذہنی مسائل کا شکار ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔[33]

بچوں کو خود فیصلے کرنے دینا سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو کم عمری میں بڑی ذمہ داری دے کر یہ سکھایا کہ بچوں پر بھروسہ کرنے سے ان کی صلاحیتیں نکھرتی ہیں۔ آج کی جدید کتابیں جیسے Teach Your Children Decision Making بھی سکھاتی ہیں کہ اگر ہم بچوں کو بچپن سے چھوٹے فیصلے خود کرنے دیں گے، تو وہ بڑے ہو کر زندگی کی مشکلات سے ڈرنے کی بجائے ہمت سے مقابلہ کر سکیں گے اور مستقبل کے عالمی مسائل اور پیچیدہ چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں گے۔

خود مختاری کی حوصلہ افزائی (Encouraging Autonomy)

بچوں کی شخصیت میں خود مختاری اور خود اعتمادی پیدا کرنا محض ایک تعلیمی ہدف نہیں بلکہ ان کی کامیاب مستقبل کی بنیاد ہے، بچوں کو اگر بچپن ہی میں ذمہ داری اور خود مختاری دی جائے تو وہ غیر معمولی نتائج دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے سیرتِ طیبہ ﷺ ایک روشن مشعلِ راہ فراہم کرتی ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ نے محض 13 سالہ نوجوان حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے انہیں سریانی زبان سیکھنے کی اہم ترین ذمہ داری تفویض فرمائی، جسے انہوں نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے آدھے مہینے سے پہلے مکمل

کر دکھایا۔[34] اس واقعے کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ جب کسی فرد کو، بالخصوص نو عمری میں، ایک بڑا مقصد اور "احساسِ ذمہ داری" دیا جاتا ہے، تو اس کے اندر کی خود اعتمادی اسے محتاجی کے حصار سے نکال کر تخلیقی اور قائدانہ سوچ کی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے۔

Dr. William Stixrud & Ned Johnson اپنی کتاب "The self Driven Child" میں لکھتے ہیں کہ بچوں کو اختیار کا احساس دینا ہی انہیں قابلیت سکھانے کا واحد طریقہ ہے۔ مصنفین کا ماننا ہے کہ بچے صرف ہدایات، سننے یا دیکھنے سے نہیں سیکھتے۔ انہیں خود فیصلہ کرنے اور اس کے قدرتی نتائج بھگتنے کا موقع دینا پڑتا ہے۔ جیسے کوٹ نہ پہننے کی وجہ سے غیر آرام دہ حد تک سردی محسوس کرنا ہو یا پڑھائی نہ کرنے کی وجہ سے ٹیسٹ میں کم نمبر آنا ہو۔[35]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو صرف ایک ہدف (سریانی زبان سیکھنا) دیا، لیکن اس کے حصول کا طریقہ کار، وقت کی ترتیب اور سیکھنے کی ذمہ داری مکمل طور پر ان کے سپرد کر دی۔ دی سیلف ڈریون چائلڈ (The Self Driven Child) کا بھی بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ بچے کو اس کی زندگی کا "ڈرائیور" بنایا جائے۔ والدین اور اساتذہ بچوں کو اپنی نگرانی میں رہتے ہوئے انتخاب کا حق دیں تاکہ ان میں اندرونی تحریک (Intrinsic Motivation) اور خود اعتمادی پیدا ہو جو کہ مستقبل میں ذمہ داریوں کے لیے ذہنی طور پر پختہ کرنے کے لیے ضروری ہے۔

حاصل بحث (Conclusion)

تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ انسانی زندگی میں بچپن کا دور وہ بنیادی اکائی ہے جہاں مستقبل کی شخصیت، اخلاق اور نفسیات کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی کا دار و مدار بچوں کی متوازن نشو ونما پر ہے، جس میں والدین کا کردار محض مادی ضروریات کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسے سازگار ذہنی ماحول کی تخلیق ہے جہاں بچے کی صلاحیتیں نکھر سکیں۔ سیرتِ طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے بچوں کی حوصلہ افزائی، عدل و مساوات اور انہیں عمر کے مطابق ذمہ داریاں سونپ کر ان کی عزتِ نفس کو جلا بخشی۔

عصرِ حاضر میں بچوں کو نفسیاتی طور پر مفلوج ہونے سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی غلطیوں پر غصہ اور ملامت کرنے کے بجائے حکیمانہ اور نرم انداز اختیار کیا جائے تاکہ وہ باغی ہونے کے بجائے اپنی غلطیوں سے سیکھ سکیں۔ بچوں میں تجسس بیدار کرنا، انہیں فیصلہ سازی کی مہارت سکھانا اور نیک لوگوں کی صحبت فراہم کرنا انہیں عملی زندگی کے چیلنجز کے لیے تیار کرتا ہے۔ بچوں میں خود مختاری اور اعتماد پیدا کرنا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے اور یہی ایک کامیاب اور باوقار نسل کی تعمیر کی بنیاد ہے۔

نتائج تحقیق (Research Findings)

- بچے کی نفسیاتی نشو ونما میں عزتِ نفس وہ بنیادی عنصر ہے جو بچے کو احساسِ کمتری کے منفی اثرات سے بچا کر ایک باوقار اور منفرد شخصیت عطاء کرتا ہے۔
- والدین کی ذمہ داری صرف خوراک اور لباس جیسی مادی سہولیات فراہم کرنا ہی نہیں، بلکہ بچے کی فطری صلاحیتوں کے نکھار کے لیے ایک ایسا پر سکون ذہنی ماحول پیدا کرنا ہے جو اسے ذہنی طور پر توانا بنا سکے۔
- سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق بچوں کی چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی کاوش پر بھی ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کرنا ایک بہترین تربیت ہے، کیونکہ یہی وہ عمل ہے جو ان کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی خود اعتمادی میں بے پناہ اضافے کا باعث بنتا ہے۔
- بچوں کے درمیان پسند و ناپسند (فیورٹ ازم) سے گریز کرنا انہیں حسد اور احساسِ محرومی جیسے منفی جذبات سے بچاتا ہے۔

- غلطی پر غصہ اور ملامت بچے کو باغی بنا دیتی ہے، جبکہ نبوی طریقہ کار کے مطابق نرمی سے سمجھانا سیکھنے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔
- نیک اور سلجھے ہوئے لوگوں کی صحبت بچوں میں مثبت اقدار کی آبیاری کے لیے ناگزیر ہے۔
- بچوں کو ان کی ذہنی سطح کے مطابق چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں سونپنا ان کی بہترین تربیت کا ذریعہ ہے، کیونکہ یہی عمل ان میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے اور انہیں مستقبل کی عملی زندگی کے لیے بہتر طور پر تیار کرتا ہے۔
- بچوں کو فیصلے کرنے کی مہارت سکھانا اور انہیں خود مختاری دینا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے، جو ان کی کامیابی کی بنیاد ہے

سفارشات(Recommendations)

- ❖ معاشرے میں بچوں کو "عزت" دینے کے نبوی تصور کو عام کیا جائے اور والدین کو باور کرایا جائے کہ بچے کی عزتِ نفس کا تحفظ اس کی بہترین نشوونما کی بنیاد ہے۔
- ❖ بچوں کی غلطیوں پر ڈانٹ ڈپٹ اور جسمانی سزا کی بجائے نبی کریم ﷺ کے حکیمانہ اور مشفقانہ اندازِ تربیت کو تعلیمی اداروں اور گھروں میں رائج کیا جائے۔
- ❖ ہر بچے کی ذہنی سطح اور فطری رجحان مختلف ہوتا ہے، لہٰذا موازنے (Comparison) کے کلچر کو ختم کر کے بچے کی اپنی چھوٹی چھوٹی کاوشوں کو سراہا جائے۔
- ❖ بچوں کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے انہیں گھر کے معاملات میں اظہارِ رائے کا موقع دیا جائے اور ان کی رائے کو اہمیت دی جائے۔
- ❖ والدین بچوں کے درمیان برتاؤ، محبت اور تحائف کی تقسیم میں مکمل عدل سے کام لیں تاکہ بچوں میں احساسِ محرومی پیدا نہ ہو۔
- ❖ بچوں کی کردار سازی کے لیے انہیں بہترین صحبت فراہم کی جائے اور ایسی مجالس کا حصہ بنایا جائے جہاں ان کی اخلاقی و نفسیاتی آبیاری ہو سکے۔
- ❖ بچوں کے سوالات کو دبانے کے بجائے انہیں علمی و منطقی جوابات دیے جائیں تاکہ ان کی ذہنی صلاحیتیں مفلوج نہ ہوں۔
- ❖ مساجد، اسکولوں اور میڈیا کے ذریعے والدین کے لیے ایسے پروگرامز منعقد کیے جائیں جہاں انہیں "سیرتِ نبوی ﷺ اور جدید نفسیات" کے امتزاج سے تربیتِ اطفال کے طریقے سکھائے جائیں۔

حوالہ جات:

1 سورۃ الاحزاب 33:21-

2 امام ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، **سنن ابن ماجه**، مترجم: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2015ء)، کتاب الادب ، باب: برالوالد والاحسان الی البنات ، رقم الحدیث: 3671-

3 Center on the Developing Child at Harvard University. (2007). **The Science of EarlyChildhood Development**: Closing the Gap Between What We Know and What we Do Assessed From:https://developingchild.harvard.edu/wp-content/uploads /2024/10/Science _Early_Childhood_Development.pdf P.1-2Dated : 8 March 2026 ,Time:200 PM.

4 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، (انڈیا: مرکزی جمعیت اہل حدیث، 2004ء)، کتاب الجنائز ، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، رقم الحدیث: 1385-

5 UNICEF. (2017). **Early Moments Matter for Every Child**. New, Accessed From: https://www.unicef.org/sites/default/files/press-releases/glo-media-UNICEF_Early_Moments_Matter_for_Every_Child_report.pdfp.7 ,Dated: 9 March 2026 ,Time :11 Am

6 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، (ممبئی: دار العلم، 2012ء)، کتاب العتق، باب: العبد راع فی مال سیده ونسب النبی المال الی السید، رقم الحدیث: 2558-

7 ناصح علوان، شیخ عبد اللہ، **اسلام اور تربیت اولاد**، مترجم ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، (کراچی: القادر پرنٹنگ پریس، 1995ء)، 47/1-

8 National Academies of Sciences, Engineering and Medicine. 2016. **Parenting Matters**: Supporting Parents of Children Ages 0-8 Accessed From:https://nap. National academies.org/resource/21868/RiB_parenting_matters.pdf. P. 1 Dated: 11 March 2026 Tim:10:30 Am

9 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، مترجم: ابو العلاء محی الدین جہانگیر، (لاہور: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، 2007ء)، کتاب الاشربہ ، باب: استجاب ادارۃ الماءواللبن ونحوهماعن یمین المبتدی، رقم الحدیث: 5176-

10 Juul,Jesper , **Your competent Child** : Toward New Basics Values for the Family, Farrar Straus and Giroux, New York 2001. p.85.

11 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** ، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، (ممبئی: دار العلم، 2012ء)، کتاب الادب ، باب : رحمة الوالد وتقبيله و معانقته، رقم الحدیث: 5997-

12 Latham ,Glenn. **The Power of Positive Parenting**: A WonderfulWay to raise Children , P&T Ink,1996p..388,389.

13 ناصح علوان، شیخ عبد اللہ، **اسلام اور تربیت اولاد**، مترجم: ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، (کراچی: القادر پرنٹنگ پریس، 1995ء)، 65/1-

14 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، (ممبئی: دار العلم، 2012ء)، کتاب الوضوء، باب: وضع الماء عند الخلاء، رقم الحدیث: 143-

15 Dreikurs, Rudolf.**The Challenge of Parenthood**, Duell , Sloan and Pearce, New York, 1962, p.80.

16 قاسم، علی شاہ، **آپ کا بچہ کامیاب ہو سکتا ہے**، (حنیف پرنٹنگ پریس، 2019ء)، ص 20-

17 یاسر، ڈاکٹر، **ہمارے بچے ہم سے کیا چاہتے ہیں**، مترجم: محمد امان اللہ ناصر، (لاہور: بیت الاسلام الریاض، 2012ء)، ص 90-

18 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، مترجم: مولانا محمد داؤد زار ،(ممبئی:دارالعلم ، 2012ء)،کتاب العلم،باب:طرح الامام المسئلة على الصحابة،رقم الحدیث:62-

19 Jonathan Mugan ,**The Curiosity Cycle** :Preparing Your Child for Ongoing Technological Explosion, Mugan publishing ,2012 ,p.29,31.

20 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**،مترجم:مولانا محمد داؤدزار،(ممبئی:دارالعلم،2012ء)،کتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها،باب الاشهاد في الهبة،رقم الحدیث:2587-

21 Griffen,Sue ,**Inclusion, Equality and Diversity in working with Children**,Oxford: Heinemann 2008, p.13-16.

22 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**،مترجم:مولانا محمد داؤدزار،(ممبئی:دارالعلم،2012ء)،کتاب الاطعمة،باب:التسمية على الطعام والاكل باليتيم،رقم الحدیث:5376-

23 امام مسلم، مسلم بن الحجاج،**صحيح مسلم**،مترجم:علامہ وحید الزماں،(لاہور:آصف پرنٹرز،2004ء)،کتاب الفضائل ، باب: حسن خلقه،رقم الحدیث:6011-

24 Foster Cline and Jim Fay ,**Parenting with love and logic** : Teaching Children Responsibility, Colorado Springs, Co: Navpress , 1990, p.49 ,52.

25 عبد الرؤف،ڈاکٹر،**بچوں کی نفسیات**،(لاہور:فیروز سنز لمٹیڈ،1962ء)،ص96-

26 سورۃ التوبہ 119:09-

27 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** ، مترجم: مولانا محمد داؤد زار ،(ممبئی:دارالعلم ، 2012ء)،کتاب الذبائح والصيد،باب:المسک، رقم الحدیث:5534-

28 Harris ,J.R .**The Nurture Assumption:**Why Children Turn Out they Way the Do. Free Press New York,2009-p.158.

29 امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود**، مترجم:ابو عمر فاروق سعیدی،(الریاض:مکتبہ دارالسلام،1427ھ)، كتاب الادب ، باب من يومر ان يجالس ،رقم الحدیث:4833-

30 امام مسلم، مسلم بن الحجاج،**صحيح مسلم**،مترجم:علامہ وحید الزماں،(لاہور:آصف پرنٹرز،2004ء)،کتاب الفضائل ، باب: من فضائل انس بن مالک،رقم الحدیث:6378-

31 Foster Cline and Jim Fay, **Parenting with Love and Logic** : Teaching Children Responsibility Colorado springs co: Pinon press ,1990 , P.32.

32 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**،مترجم:مولانا محمد داؤدزار،(ممبئی:دارالعلم،2012ء)،کتاب المغازی، باب: بعث النبی ﷺ اسامه بن زيد في مرضه الذي توفي فيه،رقم الحدیث:4469-

33 Clabby .J.F.,&Elias , M.J. **Teach Your Child decision Making**. Garden City New York 1986 , p.26,5.

34 امام ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **سنن ترمذی**، مترجم:ڈاکٹر مولانا عبد الرحمٰن بن عبد الجبار،(مکتبہ بیت الاسلام2016ء)،کتاب الاستيذان والادب عن رسول ﷺ ، باب: ما جاء في تعليم السريانية،رقم الحدیث:2715-

35 Dr. William Stixrud & Ned Johnson, **The self driven child** : The science and sense of giving your kids more control over their lives Accessed from: https://www.scribd.com/document/1019725429/Self-Driven-Child P.61, Dated: 20 April 2026, Time: 3:00 pm.